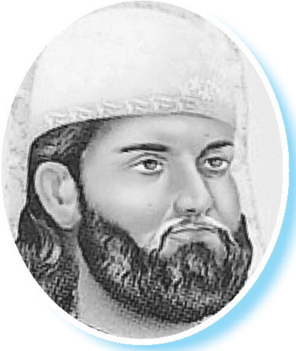

خواجہ حیدر علی آتشؔ

خواجہ حیدر علی آتشؔ، خواجہ علی بخش کے ہاں ۱۷۶۴ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ ابھی آتشؔ بہت کم سن تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ کوئی سر پرست نہ تھا۔ مالی حالت بہت خراب تھی، تعلیم نہ ہو سکی۔ بعد میں البتہ کچھ عربی اور فارسی سیکھ لی۔ بُری صحبت میں بانکے ہو گئے۔

آتشؔ جوانی میں لکھنؤ آ گئے۔ یہاں اس وقت انشاؔ اور مصحفیؔ کی شاعری کا بازار گرم تھا۔ آتشؔ بھی مصحفیؔ کے شاگرد ہو گئے۔ مگر چند ہی روز میں اپنی محنت سے کمال حاصل کیا اور اُستاد کہلائے۔ سینکڑوں شاگردوں نے ان کے دامنِ تربیت میں پرورش پا کر درجہ اُستادی حاصل کیا۔

آتشؔ بہت آزاد منش، درویش صفت اور قلندرانہ طبیعت کے آدمی تھے۔ اسی لئے بادشاہوں کے دربار سے دور رہے اور کسی کی تعریف میں قصیدے بھی نہ کہے۔ آتشؔ کے کلام پر ان کی سادہ زندگی اور درویشانہ مزاج کا بہت اثر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں صداقت اور واقفیت نمایاں ہے۔ ان کی زبان اس قدر صاف اور شُستہ ہے کہ آئینہ معلوم ہوتی ہے۔ ان کے کلام میں روزمرہ کا لطف بھی پوری طرح موجود ہے۔ انہوں نے اُردو زبان کو مشکل الفاظ، غیر مانوس تراکیب، لاحقوں، سابقوں سے پاک کیا۔ ان کی جگہ سادہ، عام فہم الفاظ، مانوس تراکیب اور تشبیہات و استعارات استعمال کئے۔ ان کے کلام میں صفائی اور سادگی پائی جاتی ہے۔ ۱۸۴۷ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔

غزل

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو خواجہ حیدر علی آتش کی شاعرانہ عظمت سے آگاہ کرنا۔

۲۔ طلبہ کو آتش کی شعری خصوصیات سے روشناس کروانا۔

۳۔ غزل میں استعمال کی گئی مختلف تراکیب اور تشبیہات سے آگاہ کروانا۔

مشکل الفاظ: اسیر ، برگشتہ ، پیام بر ، شرح ، رفوگر ، طالعی

یہ آرزو تھی، تجھے گُل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بیتاب، گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسر ہوا، تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے

ہمیشہ میں نے گریباں کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفوگر رہے رفو کرتے

جو دیکھتے تری زنجیرِ زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے

نہ پوچھ عالمِ برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ، جو باراں کی آرزو کرتے

(آتش)

مشق

۱۔ غزل کے تیسرے اور چوتھے شعر میں شاعر نے کس آرزو کا اظہار کیا ہے؟

۲۔ درج ذیل الفاظ قواعد کی رو سے کیا ہیں؟

آتش، زبان غیر، مہ و مہر، جستجو

۳۔ شرح آرزو میں ''شرح'' سابقہ ہے۔ اس سابقے کی مدد سے کم از کم پانچ الفاظ بنائیں۔

۴۔ شعر میں مقطع سے کیا مراد ہے اور اِس غزل کا کونسا شعر مقطع کہلائے گا؟

۵۔ اس غزل میں کونسے قافیے استعمال ہوئے ہیں؟

۶۔ اس غزل کے تیسرے شعر میں شاعر کی حبیب سے کیا مراد ہے؟

۷۔ اس غزل میں گفتگو، جستجو، آرزو، ہم آواز الفاظ ہیں۔ انہیں شعری اصطلاح میں کیا نام دیا جاتا ہے۔

۸۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

آرزو ۔ جستجو ۔ اسیر ۔ برگشتہ ۔ پیام

تشبیہ: تشبیہ کے لفظی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند قرار دینا یا مثال دینا۔ جبکہ وہ خوبی جو دوسری چیز میں زیادہ پائی جاتی ہے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً ''بچہ چاند کی طرح خوبصورت ہے''۔ اس جملے میں بچے کی خوبصورتی کو چاند سے تشبیہ دے کر اس کے حسن کو ظاہر کیا گیا ہے۔

ارکان تشبیہ:

(الف) مشبہ : وہ پہلی چیز جس کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ مشبہ کہلاتی ہے۔ مثلاً بچہ

(ب) مشبہ بہ : وہ چیز جس کے ساتھ دوسری چیز کو تشبیہ دی جاتی ہے دوسری چیز مشبہ بہ کہلاتی ہے۔ مثلاً چاند

(ج) وجہ شبہ : مشبہ اور مشبہ بہ میں مشترکہ خوبی وجہ شبہ کہلاتی ہے۔ مثلاً خوبصورت۔

(د) حروف تشبیہ : وہ حروف جو تشبیہ دینے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً مانند، کی طرح، جیسا وغیرہ

(ہ) غرض تشبیہ : وہ مقصد اور غرض جس کیلئے ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ مثلاً خوبصورتی۔

استعارہ: استعارہ کا لفظی معنی اُدھار لینے کے ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب کوئی لفظ اصل کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اس کے اصل و مجازی معنوں کا تعلق تشبیہ کا ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ مثلاً جاؤ! اُس اُلو کو بلاؤ۔ اس جملے میں اُلو کے اصلی معنی مراد نہیں لئے گئے ہیں بلکہ اُلو ایک بے وقوف پرندہ ہے لہٰذا ایک احمق انسان کے لئے یہ لفظ ادھار لیا گیا ہے۔

استعارہ کے تین ارکان ہیں:

(الف) مستعار لہ (ب) مستعار منہ (ج) وجہ جامع

سرگرمی

۱۔ خواجہ حیدر علی آتش کی اس غزل سے اپنی پسند کے دو اشعار کاپی میں درج کریں۔

۲۔ کمرہ جماعت میں ترنم کے ساتھ اس غزل کو گایا جائے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کے سامنے اس غزل میں موجود تغزل اور موسیقیت کی وضاحت کی جائے۔

۲۔ غزل میں استعمال کی گئی تشبیہات بتائی جائیں۔

۳۔ دوسرے شعر میں شرح آرزو، مرکب اضافی ہے۔ مرکب اضافی کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اور مثالیں طلبہ کو بتائیں۔